اور حدیث سے مستنبط ہو۔

اس آئیڈیالوجی سے اسلام کے فلسفۂ تاریخ یا فلسفۂ تجدید کے اصول مستخرج کئے جائیں اُس کے بعد دیکھا جائے کہ اسلامی سماج کی معاشرتی تاریخ ان اصولوں کی کارفرمائی کی کہاں تک شہادت دیتی ہے، پھر فہم کتاب وسنّت کے ضمن میں اگر اُن بزرگوں کے اقوال کو بھی درخورِ اعتنا سمجھا جائے جنہیں فہم قرآن وحدیث کے ہم سے زیادہ مواقع حاصل تھے اور جن کی مساعی علمیہ سے اسلامی تعلیمات کا صحیفۂ ہدایت مدون ہوا اس طرح اس سلسلے میں حسب ذیل سوالات ہمارے سامنے آتے ہیں:

اوّلاً: — اسلام کے فلسفۂ تاریخ کے اصول کیا ہیں اور اس کے اصولی نظریات سے کس طرح مستخرج ہوتے ہیں؟

ثانیاً: — تاریخ اسلام سے اس فلسفۂ تاریخ کی کہاں تک تائید ہوتی ہے؟

ثالثاً: — اس فلسفۂ تاریخ کے متعلق علماء و مفکرینِ اسلام کا کیا رجحان رہا ہے؟

سطورِ ذیل میں انھیں سوالات کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ مسئلہ بہت اہم ہے میں صرف راستہ کی نشاندہی کر رہا ہوں اس اہم کام کو تکمیل تک پہنچانا اہلِ علم کا منصب ہے، میں نے صرف پانچویں صدی تک کی اسلامی تاریخ کے باب میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے، وہ حضرات جو اس کے اہل ہیں اسے اتمام تک پہنچائیں۔

۱۔ اسلام کا فلسفۂ تاریخ

اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے جو اپنے متعارف معنوں میں تو صرف ساڑھے تیرہ سو برس سے ہے لیکن حقیقی معنوں میں ہبوطِ آدم سے دنیا کے نظم و انتظام کے لئے نافذ ہے اور تا قیامِ قیامت قائم رہے گا۔

اس فلسفۂ تاریخ کو سمجھنے کے لئے اسلام کی آئیڈیالوجی کو ذہن میں مستحضر رکھنا چاہئے۔ خلاقِ کائنات نے کائنات کو عموماً اور انسان کو خصوصاً عبث و باطل پیدا نہیں کیا بلکہ ایک بلند نصب العین